NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

اورادووظائف سے متعلق من گھڑت روایات کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of Fabricated Traditions regarding Aurad O Wazaïf

Malaika Aslam
Mphil Islamic Studies, The University of Faisalabad.
malaikamalik023@gmail.com
Dr. Hifsa Munawar (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,The University of Faisalabad.
hifsa.munawar@tuf.edu.pk

Abstract

In the present era the interplay between contemporary realities and fabricated traditions within culture and education has emerged as a significant area of inquiry. Contemporary traditions refer to newly emerged practices that reflect current societal values and technological advancements, while fabricated traditions involve practices consciously created to appear rooted in historical or cultural continuity. This Abstract explores the duality of these fabricated traditions, how thwy simultaneously preserve and innovate cultural and educational landscapes. This examination underscores the importance of discerning authenticity from fabrication White embracing the fluidity of culture and education in an ever-evolvong global context.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
10-12- 2024
Revised:
11-12- 2024
Accepted:
12-12- 2024
Online:
15-12- 2024

Keywords: Contemporary realities, Fabricated, Societal values, Traditions, Authenticity, Culture and education.

CC BY

1. موضوع کا تعارف

اوراد و وظائف عبادت کا اہم ترین جز ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمیں ان کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ انسان پر فرض نہیں ہے بلکہ نفلی عبادات ہے جس کے ذریعے بندہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا قرب حاصل کرتا ہے اور صوفیاء اور اولیاء کرام کا درجہ حاصل کرتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنا وقت اللہ کی عبادت یعنی فرض عبادت کے علاوہ نفلی عبادت یعنی اوراد و وظائف میں مصروف رہتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف قسم کے اوراد و وظائف منسوب ہیں جیسے دنوں کے لحاظ سے مہینوں کے لحاظ سے اس کے علاوہ حاجات کو پورہ کرنے اور مختلف بیماریوں، جادو اور شیاطین سے حفاظت کے لیے مختلف قرآنی آیات اور سورتوں کے وظائف شامل ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ صحابہ کرام نے بھی اپنایا اور ان کے ذریعے یہ سلسلہ آگے منتقل ہوتا گیا اس کے بعد آنے والے آئمہ کرام نے بھی اسی سلسلہ کو جاری رکھا اور اس کے ذریعے وہ اپنے اللہ کے اور قریب ہوتے گئے اور صالحین کا لقب حاصل کیا یعنی ہم صرف اپنی حاجات یا بیماریوں کے لئے ہی نہیں پڑھ سکتے بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ اور محبوبِ بننے کے لیے ان اوراد و وظائف کا پڑھنا بہت مفید ہیں۔

2. اوراد و وظائف اور عبادات کا معنی و مفہوم

دائرۃ المعارف اسلامیہ میں اوراد و وظائف کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ اوراد، ورد کی جمع ہیں جس کے لغوی معنی پانی پینے کی جگہ تک آنا کے ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک قران مجید میں شرب یعنی پانی پینا کی اصطلاح استعارۃ حقائق روحانی سے بہرہ اندازہونے کی علامت کے طور پر استعمال ہوتی ہے[1]

سورہ الدھر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

"اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا"[2]

"بے شک نیک ایسی شراب کے پہلے پیئں گے جس میں چشمے کافور کی آمیزش ہوگی"

یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے ذریعے اپنے بندوں کو پیغام دے دیا کہ سیدھی راہ بھی ہے گمراہی بھی جو جس طرح کے اعمال کرے گا قیامت کے دن اس کا صلہ پائے گا بے شک نیکوں کے لیے اللہ کے ہاں اجر عظیم ہے یسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا"[3]

"اور وہ ایک چشمہ ہوگا جس میں اللہ کے بندے پیئں گے اس کو اسانی سے بہالے جائیں گے"

2.1 اوراد و وظائف اور عبادات کی ضرورت و اہمیت

قرآن وحدیث میں اوراد و وظائف اور ذکر اللہ کی بہت تاکید فرمائی گئی ہے اس کے فضائل بے شمار ہیں انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے دل اور زبان کو ذکر الہٰی میں مشغول رکھے اور کسی سختی پریشانی میں بھی اس غافل نہ ہو ہمارے بزرگان دین نے بھی اپنی زندگیاں اللہ کے ذکر

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

میں گزارے اور اپنا متعلقین کو بھی فرائض وواجبات کی پابندی کے ساتھ ساتھ ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے کی تلقین فرماتے رہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ"[4]

"سوتم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور شکر ادا کیا کرو میرا اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔"

2.2 اورادووظائف کی اہمیت حدیث مبارکہ کی روشنی میں

اورادووظائف کی ضرورت واہمیت ہمیں صرف قرآن مجید سے ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی سنت مبارکہ سے بھی پتا چلتا ہے۔ آپ ﷺ خود بھی اورادووظائف کرتے اور صحابہ کرام کو بھی ان کے کرنے کا حکم دیتے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اورادووظائف کے ذریعے ہی بندہ صالحین کا رتبہ حاصل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے اور ہر وقت اللہ کو یاد رکھنا مومن کا شیوہ ہے۔

" يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى : أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَا بشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي، أَتَيْتُهُ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ اِلَی۔"[5]

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے متعلق جیسا گمان رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر ذکر خفی کرے تو میں بھی اپنے شایان شان خفیہ اس کا ذکر کرتا ہوں، اور اگر وہ جماعت میں میرا ذکر ذکر جلی کرے تو میں اس کی جماعت سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک آئے تو میں ایک بازو کے برابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ ایک بازو کے برابر میرے نزدیک آئے تو میں دو بازوؤں کے برابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔"

اس حدیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے اللہ کے نیک بندے کی شان بیان فرمائی ہے کہ اللہ اپنے بندے کے ذکر کرنے سے کتنا خوش ہوتا ہے جب بھی بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو اس کا رب اس سے بہتر اس کو یاد کرتا ہے بندہ اپنے رب سے جیسا گمان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ویسا ہی نوازتے ہیں اور ایک گنہگار کے لیے اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ جب وہ اپنے اللہ کو یاد کرتا ہے تو اس کا رب بھی اپنے اس کو یاد کرتا ہے۔

" لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يذْكَرُونَ الله عزوجل إِلَّا حَفَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ"[6]

"حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں نے حضور نبی اکرم کے بارے میں گواہی دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھتے ہیں انہیں فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ سکون وطمانیت کا نزول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنی بارگاہ کے حاضرین میں کرتا ہے"

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

یہ حدیث مبارکہ میں اللہ کے نیک بندوں کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے یعنی جب اللہ والے اللہ کے ذکر واذکار میں مشغول ہوتے ہیں تو انہیں اللہ کے فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور اس کا ذکر واذکار اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔

" لَاتَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَايُقَالَ فِي الْأَرْضِ : اللہ، اللہُ "[7]

": للہ اللہ کہنے والے کسی شخص پر قیامت نہ آئے گی یعنی جب قیامت آئے گی تو دنیا میں کوئی بھی اللہ اللہ کرنے والا نہ ہو گا۔"

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے کبھی قیامت کا خوفناک منظر نہیں دیکھیں گے۔ جب قیامت آئے گی دُنیا میں اللہ کا نام لینے والا کوئی بھی باقی نہیں رہے گا دنیا میں ہی ہر طرف برائی ہی برائی ہو گی اس وقت اللہ تعالیٰ قیامت برپا کرے گا۔

" أَلَاأُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ،وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَخَيْرٍلَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْاعَدُوَّكُمْ، فَتَضْرِبُواأَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَأَعْنَاقَكُمْ؟ قَالُوا : بَلَى قال : ذِكْرُ اللهِ تَعَالَى۔"[8]

"میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے سب سے اچھا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک کے ہاں بہتر اور پاکیزہ ہے، تمہارے درجات میں سب سے بلند ہے، تمہارے سونے اور چاندی کی خیرات سے بھی افضل ہے، اور تمہارے دشمن کا سامنا کرنے یعنی جہاد سے بھی بہتر ہے درآنحالیکہ تم انہیں قتل کرو اور وہ تمہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔"

اس حدیث مبارکہ میں ذکر کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ جہاد، مال سونا، چاندی صدقہ وخیرات ہر چیز سے بڑھ کر اس کی اہمیت ہیں انسان جتنے بھی نبیل اعمال کرلے صدقہ وخیرات دے لکین اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی شے نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللهِ تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مُضْطَجَعًا لَا يَذْكُرُ اللهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللهِ تِرَةٌ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ"۔[9]

"جو اپنے بیٹھنے کی جگہ سے اٹھ گیا اور اس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ندامت وارد ہو گی اور جو بستر میں لیٹے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بھی ندامت ہو گا"۔

3. اورادووظائف موضوع اور من گھڑت روایات

اورادووظائف سے متعلق روایات کے حوالے سے موضوع اور من گھڑت روایات پر علماء نے بہت سی کتابیں مرتب کی ہیں تاکہ صحیح اور غلط کی پہچان ہو سکے، البتہ اورادووظائف پر جتنی موضوع روایات ہیں ان کو پڑھنے کا ثواب ضرور ملتا ہے کیونکہ ان میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جاتی ہے لیکن ان کو جس مقصد کے لیے پڑھا جائے گا ان میں کامیابی ممکن نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ موضوع اور من گھڑت روایات ہیں اس لیے حدیث سے ثابت شدہ وظائف کے لیے اورادووظائف کی کتابوں سے رجوع کرنے سے کامیابی ممکن ہے

"من قرا في الفجر الم نشرح و الم تر كيف لم يرمد كشف "[10]

"جو فجر کی نماز میں الم ترکیف اور الم نشرح پڑھے اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی"

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ایسے ہی سورت القدر کا وضو کے بعد پڑھنا۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں اور یہ سنت کو بھی فوت کرنے والا ہے۔ مراد ان کی یہ ہے کہ مرفوعاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ ورنہ فقیہ ابو اللیث السمرقندی نے جو بڑے امام ہیں اس کا ذکر کیا ہے۔ رہا یہ قول کہ سنت کو فوت کرنے والا ہے۔ تو مراد یہ کہ وضو کی سنت کو کیونکہ وضو میں کوئی سنت مستقلہ نہیں۔ جیسا کہ غزالی نے تحقیقاً ثابت کیا ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ ہر وضوء کے بعد نماز پڑھی جائے۔ اور اس کی جلدی کی شرط نہیں۔ تو وضو کے بعد اور نماز سے قبل کسی سورت وغیرہ کا پڑھنا۔ اس کے منافی نہ ہو گا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وضوء کے اعضاء سوکھنے سے قبل نماز پڑھی جائے۔ البانی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔[11]

اس حدیث مبارکہ کی صحاح ستہ اور حدیث کی تمام بنیادی کتب میں کوئی اصل نہیں ہے علماء کے مطابق یہ قول سنت کو فوت کرنے والا ہے اس کی کوئی نہیں ہے۔

"من قضى صلاة من الفرائض في آخر جمعة من شهر رمضان، كان ذلك جابرا لكل صلاة فائتة في عمره الى سبعين سنة "[12]

"جو ماہ رمضان کے آخری جمعہ میں فرائض میں سے کوئی نماز قضا کرے۔ تو وہ ہر نماز پر کافی ہو گی جو اس نے اپنی زندگی میں چھوڑی ہے ستر سال تک۔"

تحقیق کے مطابق یہ حدیث قطعی طور پر باطل ہے، کیوں کہ یہ اجماع کے قطعی طور پر منافی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادات میں سے کوئی بھی عبادت ایسی نہیں جو کئی سال کے عبادت کی قائم مقام ہو سکے۔ صاحب نہایہ یا شرح ہدایہ کا نقل کرنا اسے معتبر نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ محدث نہیں ہیں۔ اور نہ انہوں نے حدیث کی کسی مخرج کی جانب نسبت کی ہے۔[13]

اس حدیث مبارکہ کی بھی کوئی اصل موجود نہیں ہے یہ اجماع کے منافی ہے اس لیے حدیث کی کسی بھی بنیادی کتب میں اس کی اصل موجود نہیں ہے۔

"من لم يداوم على اربع قبل الظهر لم تنله شفاعتي[14]

"جو ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کی پابندی نہ کرے اسے میری شفاعت نہ پہنچے گی۔"

تحقیق کے مطابق امام سیوطی نے اسے کتاب الموضوعات کے اخیر میں ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حافظ ابن حجر سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔[15]

تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث مبارکہ بھی باطل ہے اور اس کی کو اصل موجود نہیں ہے۔

"من وسع على عياله في يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها"[16]

"جو عاشوراء کے روز اپنے گھر والوں پر کشادگی کرے اللہ تعالی اس پر سارا سال وسعت کرتا ہے۔"

زرکشی کہتے ہیں یہ ثابت نہیں بلکہ محمد بن المنتشر کا کلام ہے۔ سیوطی کہتے ہیں ہر گز ایسا نہیں۔ بلکہ یہ صحیح ہے ثابت ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں ابو سعید خدری ابو ہریرہ ابن مسعود اور جابر سے روایت کیا ہے اگرچہ سب کی سندات ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی تقویت

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

کرتی ہیں۔ حافظ ابوالفضل العراقی اپنی امالیہ میں فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ کی روایت مختلف سندات سے مروی ہے جس میں سے بعض کو ابو الفضل بن ناصر نے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن الجوزی نے سلیمان بن ابی عبداللہ کے ذریعہ اسے ابوہریرہ سے موضوعات میں روایت کیا ہے۔ اور ابن الجوزی کہتے ہیں سلیمان مجہول ہے۔ لیکن ابن حبان نے سلیمان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ تو حدیث ان کی رائے کے لحاظ سے حسن ہوئی۔ ابن الجوزی کہتے ہیں یہ روایت جابر سے مسلم کی شرطوں کے مطابق کئی طریقوں سے مروی ہے۔ ابن عبدالبر نے استذکار میں ابوالز بیر کے ذریعہ جابر سے روایت کیا ہے اور یہ سب سے عمدہ طریقہ ہے۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں یہ ابن عمر سے بھی مروی ہے۔ اور دار قطنی نے افراد میں ابن عمر سے موقوفا روایت کیا ہے۔ اور اسے ابن عبدالبر نے ایک عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن المنتشر سے بھی روایت کیا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ کہا جاتا تھا اور پھر انہوں نے حدیث ذکر کی اس کے تمام طریقے عراقی کی امالی میں ایک جزء میں جمع ہیں۔ جسے سیوطی نے نقل کیا ہے۔ میں نے اس جزء کو مختصر کر کے تعقبات علی الموضوعات میں جمع کر دیا ہے۔ البتہ البانی نے اس کو ضعیف اور ابن تیمیہ نے اس پر وضع کا حکم لگایا ہے۔[17]

یہ ضعیف حدیث ہے اس حدیث مبارکہ پر مختلف علماء نے مختلف اقوال بیان کیے ہے البتہ ابن تیمیہ نے اس پر وضع کا حکم لگایا ہے

"من قال سبحان الله وبحمده غرس الله له الف الف نخلة في الجنة اصلها"[18]

"جو سبحان اللہ و بحمدہ کہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک لاکھ درخت لگا دیتا ہے، جس کی جڑ سونے کی ہوتی ہے۔"

تحقیق تو یہ ہے کہ جعفر بن جسر بن فرقد ابو سلیمان القصاب البصری ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی احادیث منکر ہیں۔ ازدی کہتے ہیں محدثین کو اس میں کلام ہے۔ رہا اس کا باپ حسن تو اس کے بارے میں یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کوئی چیز نہیں اور اس کی احادیث نہ لکھی جائیں۔ نسائی اور دار قطنی فرماتے ہیں یہ ضعیف حدیث ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں وہ حد عدالت سے باہر ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی عام احادیث غیر محفوظ ہیں۔[19]

اس حدیث کے راوی کے مطلق علماء کا کہنا ہے کہ اس راوی کی احادیث منکر ہوتی ہے ابن حبان کہتے ہے کہ حد عدالت سے باہر ہے۔

"من كتب بسم الله الرحمن الرحيم ولم يعم الهاء التي في (الله) تعالى كتب الله له الف الف حسنة، ومحا عنه الف الف سيئة ورفع له الف الف درجة "[20]

"جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھے تو اللہ کی ابھی پوری نہ ہو گی۔ کہ اللہ اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا۔ اور ایک لاکھ برائیاں مٹائے گا۔ اور ایک لاکھ درجے بلند فرمائے گا۔"

ابن حبان کہتے ہیں معمولی علم والا آدمی بھی جان سکتا ہے کہ یہ من گھڑت ہے۔[21]

اس حدیث کے الفاظ سے ہی پتہ چلتا ہے کہ یہ من گھڑت روایات میں شامل ہے اس لیے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

"من صام صبيحة يوم الفطر فكانما صام الدهر كله"[22]

"جو عید کے دن صبح روزہ رکھے گویا اس نے ساری زندگی کے روزے رکھے"

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

تحقیق کے مطابق یہ حدیث باطل ہے اور رسول اللہ مسلم پر جھوٹ ہے۔ ابن البیلمانی منکر روایات بیان کیا کرتا تھا۔ بخاری، ابو حاتم رازی اور نسائی کہتے ہیں اس کی حدیث منکر ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں۔ دار قطنی اور حمیدی کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ اپنے والد کے ایک نسخہ سے روایت کیا کرتا تھا جس میں اسی (80) حدیثیں تھیں اور سب کی سب موضوع تھیں۔ ان میں سے کسی کے ساتھ احتجاج جائز نہیں۔ ہاں تعجب کے طور پر اسے ذکر کر سکتا ہے۔[23]

یہ حدیث باطل احادیث میں شمار ہوتی ہے۔ علماء نے اس حدیث کے راوی کو منکر کہا ہے جو جھوٹی احادیثیں گھڑا کرتا تھا۔

"من صام يوم عاشوراء كتب الله له عبادة ستين سنة"[24]

"جو عاشورہ کے دن روزہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساٹھ سال کی عبادت (کا ثواب) لکھتا ہے۔"

تحقیق کے مطابق یہ باطل ہے۔ اسے حبیب بن ابی حبیب ابراہیم الصائغ - میمون بن مہران - ابن عباس کے ذریعہ روایت کرتا ہے اور یہ حبیب وہ حبیب نہیں جو احادیث وضع کیا کرتا۔[25]

اسی قسم کی ایک روایت وہ بھی ہے جو زکریا بن درید الکندی الکذاب الاثر نے حمید کے ذریعہ انس سے مرفوعاً روایت کی ہے:

" من داوم على صلاة الضحى ولم يقطعها الا من علة كنت انا وهو في،الجنة في زورق من نور، في بحر من نور، حتى نزور رب العالمين "[26]

"جو شخص نماز چاشت پر ہمیشگی کرے اور اسے درمیان میں قطع نہ کرے تو وہ اور میں جنت میں نور کی ایک کشتی میں جو نور کے سمندر میں ایک ساتھ سوار ہوں گے۔ اور رب العلمین کی ایک ساتھ زیارت کریں گے"۔

من گھڑت حدیث ہے۔ ذکریا کندی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔[27]

یہ حدیث بھی من گھڑت ہے علماء کا کہنا ہے کہ اس حدیث کا راوی حدیثوں کو گھڑا کرتا تھا اس لیے یہ من گھڑت روایات میں شامل ہے۔ انہی روایات میں سے وہ روایت بھی ہے جو عمر بن راشد نے یحییٰ بن ابی کثیر۔ ابو سلمہ کے ذریعہ ابو ہریرہ سے روایت کی ہے:

" من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم بينهن بشي عدلن له عبادة اثنتي عشرة سنة "[28]

"جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اور ان کے درمیان میں کوئی بات نہ کرے۔ تو اس کی یہ چھ رکعتیں۔ بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی"۔

البانی کہتے ہیں کہ یہ غایت درجہ ضعیف روایت ہے۔

یہ روایت ابن ماجہ میں ہے۔ امام احمد، یحییٰ بن معین اور دار قطنی اس میں عمر بن راشد کے بارے فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے امام احمد یہ بھی فرماتے ہیں اس کی حدیث کسی شے کی بھی مساوی نہیں۔ امام میں بخاری فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اور انہوں نے اسے بہت ضعیف قرار دیا۔ ابن حبان فرماتے ہیں اس کا ذکر بھی جائز نہیں بجز اس کے کہ اس روایت پر جرح مقصود ہو کیونکہ عمر بن راشد، امام مالک اور ابن ابی ذئب وغیرہ جیسے ثقات پر احادیث وضع کیا کرتا تھا۔[29]

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

اس حدیث مبارکہ پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ضعیف حدیث ہے اس کی حدیث کی بنیادی کتب میں کوئی اصل موجود نہیں ہے۔

"من صلی یوم الاحد اربع رکعات بتسلیمة واحدة، یقرا في کل رکعة (الحمد) و (آمن الرسول .... الی آخرها کتب الله له الف حجة والف عمرة والف غزوة، وبکل رکعة الف صلاة، وجعل بینه وبین النار الف خندق "[30]

"جو اتوار کے دن ایک سلام سے چار رکعت پڑھے اور ہر ایک میں سورت فاتحہ اور آمن الرسول سے آخیر سورت تک پڑھے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک ہزار حج۔ ایک ہزار عمرہ اور ایک ہزار غزوہ کا ثواب لکھتا ہے اور ہر رکعت کے بدلے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب اور اس کے اور دوزخ کے مابین ایک ہزار خندق حائل کر دیتا ہے"۔

تحقیق کے مطابق اللہ تعالیٰ اس روایت کو وضع کرنے والے کی صورت بگاڑے وہ اللہ اور رسول پر جھوٹ بولنے میں کتنا جری ہے۔[31]

یہ بھی من گھڑت اور جھوٹی احادیثوں میں شامل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

"من صلی الضحی کذا وکذا رکعة اعطی ثواب سبعین نبیا "[32]

"جو چاشت کی اتنی اتنی رکعت نماز پڑھے تو اسے ستر انبیاء کا ثواب دیا جاتا ہے"

اور یہ خبیث کذاب اتنی بات نہیں جانتا کہ اگر کوئی شخص نبی کے علاوہ عمر نوح کے برابر بھی نماز پڑھے تو اسے ایک نبی کی نماز کا ثواب نہیں مل سکتا۔[33]

اس حدیث مبارکہ کی بھی کوئی اصل نہیں ہے یہ بھی جھوٹی اور من گھڑت روایات میں شمار ہوتی ہے

"يَأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شهر جَعَلَ اللهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةٌ وَقِيَامَ لَيْلَةِ تَطَرُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الغيرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّى فِيْهِ فَرِيضَةً كَانَ كَمَنْ أدى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرُ يُزَادُ فيهِ فِي رِزْقِ الْمُؤْمِنِ وَمَنْ فَطَرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ مغْفِرَةٌ لِذُنُوبِهِ وَعِلْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلَ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنقِصَ مِنْ أجرهِ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا تَفطَّرْ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ الله : يُعْطِي الله هذا الثواب مَنْ فَطَرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةٍ لَمَن أَوْ عمْرَةٍ أَوْ حُرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ ، وَمَنْ أَخْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ حَوجِي شَرْبَةً لَا يَعْمَا حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَولُهُ رَحْمَةً وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عنى مِّنَ النَّارِ وَ مَنْ عَقَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيْهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ"[34]

"اے لوگو! بے شک تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ لگن ہے ایسا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں (کی عبادت) سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض کیا ہے اور اس کے قیام اللیل (یعنی نماز تراویح کو نفلی طور پر مقرر فرمایا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کوئی بھی خیر کا کام کیا وہ اس شخص کی مانند ہو گا جس نے اس مہینے کے سوا کسی اور مہینے میں) کوئی فرض ادا کیا اور جس نے اس میں کوئی فرض ادا کیا وہ اس شخص کی مانند ہو گا جس نے اس مہینے کے سوا ستر فرض ادا کیے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہی ہے۔ یہ ہمدردی کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جس نے اس میں کسی ایک روزہ دار کا روزہ افطار کر لیا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

گئے اس کی گردن کو جہنم سے آزادی مل جائے گی اور اس کو بھی روزہ دار (جس کا روزہ کھلوایا ہے) کے برابر ثواب حاصل ہو گا مگر روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں آئے گی۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم سب اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ روزہ دار کا روزہ افطار کرائیں تو رسول اللہ سلم نے فرمایا اللہ تعالی یہ ثواب ایسے شخص کو عطا فرمارے گا جس نے دودھ کے ایک گھونٹ یا کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ ہی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا اور جس نے روزہ دار کو خوب سیر کر کے کھانا کھلایا اللہ تعالی اسے میرے حوض سے پانی پلائے گا جس سے جنت میں داخل ہونے تک وہ پیاس محسوس نہیں کرے گا۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتدا میں رحمت الہی نازل ہوتی ہے جس کے وسط میں (لوگوں کے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے اور جس کے آخر میں جہنم سے آزادی ملتی ہے اور جس نے اس مہینے میں اپنے ماتحت (غلام یا لونڈی) پر تخفیف کی اللہ تعالی اسے بخش دیں گے اور اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیں گے"۔

اس احادیث مبارکہ کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔

"یا علی من صلی لیلة النصف من شعبان مائة رکعة بالف (قل ھو اللہ احد) قضی اللہ له کل حاجة طلبها تلك اللیلة وساق جزافات کثیرة واعطی سبعین الف حوراء، لکل حوراء سبعون الف غلام، وسبعون الف ولدان الی ان قال : ویشفع والداہ کل واحد منهما في سبعین الفا "[35]

"اے علی جو شعبان کی پندرہویں شب میں سو رکعت میں ایک ہزار بار قل ھو اللہ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر وہ حاجت جو اس رات میں طلب کرے گا۔ پوری فرمائے گا۔ اسی طرح اس روایت میں راوی نے کافی خرافات کی ہیں۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اسے خدا ستر ہزار حور میں عطا کرے گا ہر حور کے ساتھ ستر ہزار غلام اور ہر غلام کے ساتھ ستر ہزار لڑکے ہوں گے۔ اور اس کے والدین کو ستر ستر ہزار کی شفاعت کا اختیار دیا جائے گا"۔

البانی کہتے ہیں کہ یہ روایت موضوع ہے اور اس کے اکثر راوی مجھول ہیں۔[36]

علماء کے مطابق یہ حدیث بھی موضوع ہے اس کے کثر راوی مجہول ہیں۔

"من صلی بعد المغرب اول لیلة من رجب عشرین رکعة جاز علی الصراط بلا حساب۔"[37]

"جو رجب کی پہلی رات کو مغرب کے بعد میں رکعت نماز پڑھے گا۔ وہ پل صراط پر سے بغیر حساب کے گزر جائے گا"۔

من گھڑت ہے سند میں اکثر راوی مجھول ہیں۔[38]

یہ حدیث بھی من گھڑت ہے اور اس کے اکثر راوی بھی مجہول ہے۔

"من صام یوما من رجب، وصلی رکعتین، یقرا في کل رکعة مائة مرة آیة الکرسي، وفي الثانیة مائة مرة قل ھو اللہ احد لم یمت حتی یری مقعدہ ۔"[39]

"جس نے رجب کا روزہ رکھا۔ اور دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ہر رکعت میں سو بار سورت اخلاص پڑھے۔ وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے گا"۔

یہ روایت موضوع ہے۔ اکثر راوی مجھول ہیں۔ ایک روایت میں چار رکعتوں کا ذکر ہے۔[40]

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

موضوع روایات میں شامل ہے اس کی اکثر راوی مجہول ہے

"من صلى ليلة الاثنين اربع ركعات، يقرا في كل ركعة فاتحة الكتاب مرة وآية الكرسى مرة و قل هو الله احد مرة و قل اعوذ برب الفلق) مرة، و (قل اعوذ برب الناس مرة كفرت ذنوبه كلها. واعطاه الله قصرا في الجنة من درة بيضاء، في جوف القصر سبعة ابيات، طول كل بيت ثلاثة آلاف ذراع، وعرضه مثل ذلك"[41]

"جو دو سوموار کی رات کو چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورت فاتحہ ایک بار آیت الکرسی ایک بار قل ہو اللہ۔ ایک بار قل اعوذ برب الفلق ایک بار قل اعوذ برب الناس ایک بار پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کا کفارہ فرمادے گا اور اس کے لئے اللہ تعالی جنت میں ایک محل بنائے گا۔ جو سفید موتیوں کا ہو گا۔ ہر محل میں سات گھر ہوں گے۔ جن کا طول و عرض تین ہزار گز ہو گا"۔

تحقیق اسی طرح اس کذاب خبیث نے ایک لمبی حدیث بیان کی۔ جس میں یہی خرافات بھری ہوئی ہیں۔ اور یہ تمام شرارت حسین بن ابراہیم کذاب و دجال کی ہے۔ جو محمد بن طاہر سے روایت کرتا ہے۔ اسی طرح اس نے ہفتے کے تمام ایام کے لئے احادیث وضع کیں۔[42]

یہ باب بہت وسیع ہے ہم نے اس میں سے کچھ تھوڑا سا جز و بیان کیا۔ یہ حدیث بھی موضوع اور من گھڑت روایات میں شامل ہے۔

"يس لما قرئت له"[43]

"سورت یٰس جس کام کے لئے بھی پڑھی جائے۔ وہ کام ہو جاتا ہے۔"

اور اس کی کوئی اصل نہیں۔[44]

علماء کے مطابق اس کی کوئی اصل موجود نہیں ہے۔

تحقیق: سخاوی کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں اور شیخ اسماعیل الجبرتی کی جماعت میں تجربہ کی بنا پر یمن میں زیادہ مشہور ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ ایک شیعہ نے اہل سنت والجماعت کے ایک شیخ سے قرات سبعہ پڑھی۔ جب وہ اپنے شہر واپس گیا تو اس سے لوگوں نے کہا تو نے بہت اچھا کیا۔ لیکن تجھ میں ایک عیب ہے کہ تیرا شیخ سنی ہے۔ اس نے جواب دیا مجھے اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ کیونکہ میں نے شہد چاٹ لیا اور برتن چھوڑ دیا۔ یہ بات شیخ تک پہنچی۔ تو انہوں نے اپنے قاری شاگردوں کو آواز دی۔ انہوں نے سورت میں شہر واپس لوٹنے کے لئے پڑھی جب انہوں نے اسے مکمل کیا تو اس شیعہ کے دل سے قرات سلب ہو چکی تھی۔ وہ شیخ کے پاس لوٹ کر آیا اور اپنی بدعت سے توبہ کی۔ اپنی فضلت سے چھٹکارا پایا اور اللہ نے اس پر رحمتیں نازل فرمائیں۔

"كمن الذنوب ذنوب لا يكفرها الا الوقوف بعرفة "[45]

"گناہوں میں سے بعض گناہ ایسے ہیں۔ کہ جنہیں سوائے عرفہ کے قیام کے کوئی شے نہیں مٹا سکتی"۔

اس حدیث کی تحقیق یہ ہے کہ عراقی احیاء کی تخریج میں کہتے ہیں۔ میں نے اس کی اصل کہیں نہیں پائی۔[46]

اصل احادیث ہیں اس کی حدیث کی بنیادی کتب میں کوئی اصل موجود نہیں ہے اور اد و وظائف قرآن وحدیث سے ثابت شدہ ہے ان کے برکات برحق ہیں ان کو پڑھنے کا اثر ضرور ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ کچھ اور اد و وظائف جب کی نص قران وحدیث میں موجود نہیں لیکن اس کے علاوہ ان کو مروجہ کتب میں درج کیا گیا ہے لیکن یہ کسی بھی مستند کتاب یا کتب احادیث میں موجود نہیں بلکہ من گھڑت روایات ہیں ان کے راوی مجہول الحال ہیں یہ سب اثر حاضر میں لوگوں کی گھڑی ہوئی روایات ہیں ان روایات کی وجہ سے اکثر لوگ وظائف اور اد و وظائف کو بدعت قرار دیتے ہیں لیکن حقیقت میں من گھڑت اور موضوع روایت جو اور اد و وظائف سے متعلق ہے ان کو پڑھنے کا ثواب تو ضرور ملتا ہے لیکن ان کو جس بھی مقصد یا حاجت کے لیے پڑھا جائے گا اس مقصد میں کامیابی ناممکن ہے اس لیے اور اد و وظائف کو کرنے کے لیے مستند کتب یا کتب تصوف سے مدد لینی چاہیے کیونکہ ان میں مستند روایات موجود ہیں جو کہ حدیث مبارکہ سے ثابت شدہ ہیں۔

4. عصر حاضر میں اورادووظائف کے اثرات

اللہ پاک نے قرآنِ کریم ہمارے لئے شِفا اور رحمت بنا کر نازل کیا ہے اس بنا پر قرآن کریم ہمارے جسم اور دل وروح سب کیلئے شفا ہے اب چاہے بیماری ظاہری ہو یا باطنی، حسی ہو یا معنوی، اس کے خاتمے کے لئے قرآن کریم بہترین دوا ہے۔ نزول اسلام سے قبل جہالت وگمراہی کی وجہ سے کُفر وشرک اور دیگر کئی معاشرتی بُرائیوں نے وبا کی صورت اختیار کی تو ایسے موقع پر آیاتِ قرآن رحمت وشِفا بَن کر اتریں، جس نے درس گاہِ نبوت میں بیٹھ کر رحمتِ قرآن سے فائدہ اٹھایا اس کا شمار "انعام یافتہ بندوں" میں ہوا اور اسے ہدایت ورا ہنمائی کے لئے نور قرار دیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن جابر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

الي فاتحة الكتاب فيها شفاء من كل داء[47]

"فاتحہ الکتاب میں ہر مرض کے لئے شفاء ہے"۔

اس طرح قرآن کی ہر سورت میں انسان کے لیے شفاء ہے چاہیے وہ جسمانی بیماری کی صورت میں ہو یا کسی پریشانی کی صورت میں ہو اللہ نے قرآن کے ذرہ ذرہ میں انسانوں کے لئے شفاء رکھی ہے۔ لیکن ان اور اد و وظائف کو کرنے کی چند شرائط ہے اگر انسان ان شرائط پر پوری اترتا ہے ان کے مطابق اپنا وظیفہ انجام دیتا ہے تو انسان کو اپنے مقصد میں کامیابی ضرور حاصل ہوتی ہے۔

4.1 عصر حاضر میں تعویذ کی شرعی حیثیت

تعویذ کی شرعی حیثیت کے بارے میں موجودہ دور میں لوگوں کی مختلف آراء ہے بعض لوگ تعویذ کو شرک سمجھتے ہے اور اس کے پہنے کو بالکل جائز نہیں سمجھتے وہ اس کے بیان میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں

يدخل الجنة – امتي سبعون الفا بغير حساب هم الذين لا يسترقون، ولا يتطيرون، وعلى ربهم يتوكلون.[48]

"کہ میری امت کے ستر ہزار لوگ بے حساب جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے نہ شگون لیتے

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

ہیں اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں"۔

کہ قیامت کے دن ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گے وہ لوگ تعویذ گنڈے نہیں کرتے ہوگے صرف اپنے اللہ پر یقین رکھتے ہوگے اور اسی سے مدد مانگتے ہوگے اس حدیث کو ماخذ بنا کر لوگ تعویذ کی شرعی حیثیت کو شرک کہہ رہے ہیں اس کے متعلق علماء کرام نے اپنی آراء پیش کی ہے۔ شریعتِ میں ایسے تعویذات یادم وغیرہ کی اجازت ہے جو قرآنی آیات واحادیث مبارکہ پر مشتمل ہوں یا ایسے کلمات پر مشتمل ہوں کہ جن میں کوئی شرک وغیرہ خلافِ شرع بات نہ ہو، البتہ اگر تعویذ کسی بھی خلافِ شرع بات پر مشتمل ہو یا کم از کم ایسے الفاظ پر مشتمل ہو کہ جس کا معنیٰ ہی معلوم نہ ہو، تو ایسے تعویذات وغیرہ کی اجازت نہیں ہے۔

4.2 قرآن مجید میں تعویذ کی شرعی حیثیت

جائز کلام کے ساتھ تعویذ اور دم وغیرہ کرنا، جائز ہے اور یہ علاج کے دیگر طریقوں کی طرح ایک طریقِ علاج ہے نیز اس کا جواز قرآن وحدیث اور اقوالِ علماء سے ثابت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے

"وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَۃٌلِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔"[49]

"اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفااور رحمت ہے"۔

اس ایتِ مبارکہ کے تحت تفسیر روح المعانی میں ہے: امام مالک فرماتے ہیں

"لا باس بتعليق الكتب التی فيها اسماء الله تعالی علی اعناق المرضی علی وجه التبرک بها اذا لم يرد معلقها بذلک مدافعةالعين، وعنی بذلک انه لا باس بالتعليق بعد نزول البلاء رجاء الفرج والبر، كالرقی التی وردت السنةبها من العين، واما قبل النزول ففيه باس وهو غريب، وعند ابن المسيب يجوز تعليق العوذةمن كتاب الله تعالی فی قصبةونحوها وتوضع عند الجماع وعند الغائط، ولم يقيد بقبل او بعد، ورخص الباقر فی العوذةتعلق علی الصبيان مطلقاً وكان ابن سيرين لا يری باساً بالشیء من القرآن يعلقه الانسان كبيراً او صغيراً مطلقاً وهو الذي عليه الناس قديماً وحديثاً فی سائر الامصار"[50]

ایسا تعویذ جس میں اللہ عزوجل کے اسماء موجود ہوں، مریضوں کے گلے میں بطورِ تبرّک لٹکانے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ اس سے مدافعۃ العین کا ارادہ نہ کرے، اس سے مراد یہ ہے کہ نزول بلا کے بعد اس کے دور ہونے کی امید کرتے ہوئے لٹکانے میں حرج نہیں جیسے نظر کا وہ دم جس کے متعلق سنت وارد ہوئی ہے، بہر حال نزولِ بلا(مصیبت آنے) سے قبل، تو اس میں حرج ہے، (لیکن) یہ قول غریب ہے، حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے نزدیک کتاب اللہ سے لکھا ہوا تعویذ ڈبیہ وغیرہ امیں لٹکانا، جائز ہے جسے جماع کے وقت اور بیت الخلاء جاتے ہوئے اتار دیا جائے، انہوں نے نزولِ بلا سے قبل وبعد کی کوئی قید نہیں لگائی، امام باقر علیہ الرحمۃ نے بچوں کے لئے مطلقاً تعویذ لٹکانے کی اجازت عطا فرمائی اور امام ابن سیرین علیہ الرحمۃ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ قرآن کریم میں سے لکھا ہوا تعویذ انسان کو لٹکایا جائے، چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا، اسی پر پرانے اور نئے زمانے کے تمام شہروں کے لوگوں کا اعتقاد ہے"۔

4.3 حدیث مبارکہ میں تعویذ کی شرعی حیثیت

قرآن مجید کی طرح حدیث مبارکہ میں بھی تعویذ کی شرعی حیثیت کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جائز کلام کے ساتھ تعویذ اور دم کروانا جائز ہے جس کا ثبوت ہمیں قرآن پاک اور حدیث مبارکہ سے بھی ملتا ہے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دعائیہ کلمات پر مشتمل تعویذ بچوں کے گلے میں لٹکایا کرتے تھے جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے

" اذا فزع احدکم فی النوم، فلیقل: اعوذ بکلمات التامات من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشیطان وان یحضرون، فانها تضره، فکان عبد الله بن عمر یلقنها من بلغ من ولده ومن لم یبلغ منهم کتبها فی صک، ثم علقها فی عنقه "[51]

"کہ جب تم میں سے کوئی اپنی خواب سے گھبرا جائے، تو پڑھے: (ترجمہ) میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں اللہ کی ناراضی سے، اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور شیطانوں کے میرے پاس آنے سے، تو تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچے گا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی بالغ اولاد کو یہ سکھاتے تھے اور ان میں سے نابالغوں کے گلے میں کسی کاغذ پر لکھ کر ڈال دیتے تھے"۔

ممانعت ایسے تعویذ یا دم وغیرہ کی ہے کہ جس میں شرکیہ وکفریہ یا ممنوع کلمات ہوں، لہٰذا جس میں ایسی کچھ خلافِ شرع بات نہ ہو، اس کی ممانعت نہیں ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کنا نرقی فی الجاهلية فقلنا: یا رسول الله! کیف تری فی ذلک؟ فقال: اعرضوا علی رقاکم لا باس بالرقی ما لم یکن فیه شرک [52]

"ہم دورِ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے، تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو ارشاد فرمایا: مجھ پر اپنے دم پیش کرو، جھاڑ پھوک میں کوئی حرج نہیں، جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو"۔

4.4 پانی پر دم کرنے کی شرعی حیثیت

پانی پر دم کرنے کے بارے میں موجودہ دور میں لوگوں کی مختلف آراء ہیں بعض لوگ اس کا جائز سمجھتے ہیں جبکہ بعض لوگوں کے نزدیک یہ عمل ناجائز ہے اس لیے اس کو ثابت کرنے کے لیے حدیث مبارکہ جو کہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پانی پر دم کرنا صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

أَنَّهَا كَانَتْ لا تَرَى بَأْسًا أَنْ يُعَوَّذَ فِي الْمَاءِ ثُمَّ يُصَبَّ عَلَى الْمَرِيضِ[53]

"ان کے ہاں اس میں کوئی حرج نہیں کہ پانی میں دم کیا جائے پھر اسے مریض پر بہایا جائے"۔

اسی طرح بعض آثار سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما، امام مجاھد اور امام عکرمہ سے بھی ملتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا ہے کہ پانی پر دم کرنے کا جواز موجود ہے۔

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

4.5 دعائیں اور وظائف پڑھ کر پھونکنے کے اثرات

جس کام کے لئے جو وظیفہ کیا جائے اس کے وہی اثرات ہوتے ہیں۔ سورتیں اور دعائیں پڑھ کر بیمار، بوڑھے اور بچوں پر دم کیا جا سکتا ہے اور اس کے اثرات ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی کو نظر لگے جائے تو جو وظیفہ اس کام کے لئے پڑھا جائے گا، اس کا وہی اثر ہو گا اور ان شاء اللہ شفا ملے گی۔

حدیث مبارکہ سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں

"يعوذ الحسن والحسن: اعيذكما بكلمات الله التامة من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة ويقول: إن اباكما كان يعوذ بهما إسماعيل وإسحاق"[54]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن وحسین رضی اللہ عنہ کو ان کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ میں دیتے تھے:"میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعے ہر شیطان زہریلے جانور اور ہر ضرر رساں نظر کے شر سے تمہیں بچاتا ہوں۔" اور آپ فرمایا کرتے تھے: تمہارے باپ (ابراہیم) ان کلمات کے ذریعے اسماعیل و اسحاق کے لیے پناہ طلب کیا کرتے تھے"۔

4.6 جادو کی شرعی حیثیت

عصر حاضر میں جادو کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے جو کہ اسلام میں بلکل جائز نہیں ہے جادوگر اور جادو و سزا قرآن وحدیث سے بھی ثابت ہے لیکن اس کے باوجود عصر حاضر میں جادو اور تعویذ گنڈوں کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے جادو کا اثر آپ ﷺ پر بھی ہوا تھا آپ ﷺ نے جادو سے بچنے کے لیے چند وظائف بھی بتائے۔

جادو کچھ تعویذات اور گنڈوں کا نام ہے، یعنی شیطانی تعویذات پڑھے جاتے ہیں جو کہ قرآنی آیات نہیں ہوتی بلکہ شیطانی تعویذات ہوتے ہیں، عجیب غریب کلمات ہوتے ہیں، غیر معروف الفاظ ہوتے ہیں، اشارے اور رموز انکے اور شیاطین کے درمیان ہوتے ہیں، جنہیں پڑھا جاتا ہے پھر پھونکا جاتا ہے، اسکے بعد شیاطین ان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں، اور وہ کمزور ایمان والوں سے یا بیوقوفوں اور ناواقفوں سے اپنے مقاصد حاصل کر لیتے ہیں، یہ تعویذات گنڈے اور دھواں اور دوائیں کا بذات خود کوئی اثر نہیں ہوتا، بلکہ اسکا جو اثر ظاہر ہوتا ہے وہ شیاطین کے تعاون اور ان کے ساتھ شرک کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے، یہ اللہ کی طرف سے سزا ہوتی ہے کہ جس کسی نے بھی اس قسم کا کوئی عمل کیا ہو تو بطور ابتلاء اور امتحان اس کے ہاتھوں کسی کو نقصان پہنچتا ہے۔[55]

4.7 جادو ٹونہ کے فرد اور معاشرے پر خطرناک اثرات

جادو ٹونہ کے اثرات کے حوالے سے شرعی تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں، جیسا کہ اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

"وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ"[56]

"دراصل وہ بغیر اللہ تعالی کی مشیت کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے"۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

اصل میں یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے لیکن اس کے مرتکب لوگ ہوتے رہتے ہیں، جو دوسرے لوگوں کی دولت، تندرستی یا مختلف چیزوں سے حسد کرتے ہے تو ان پر جادو کرواتے ہیں۔ حقیقت میں یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی سزا بھی بہت بڑی ہے۔

4.8 دین میں مجربات اکابر کی حیثیت

"مجرباتِ اکابر" کا مطلب یہ ہے کہ قرآنِ مجید اور حدیثِ مبارک سے صراحتاً غیر ثابت شدہ اعمال، وظائف یا نسخے، جو اکابر سے ثابت ہوں، خواہ وہ روحانی یا جسمانی امراض سے شفا کے حوالے سے ہوں یا دیگر جائز امور و مقاصد کے حل کے لیے ہوں، ان کی شرعی حیثیت جواز کی ہے۔ اس عمل کو اس نیت سے کرنا جائز ہے کہ یہ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں، البتہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل خواہ اشارۃً ہو قرآن وحدیث میں موجود ہوتی ہے۔

4.9 بدعت کی شرعی حیثیت

"ہر وہ کام جس کی کوئی شرعی اصل، مثال یا نظیر کتاب وسنت اور آثارِ صحابہ میں موجود نہ ہو (قرونِ اولیٰ ثلاثہ میں اس پر عمل کے امکان کے باوجود صحابہ وتابعین وتبع تابعین نے اسے اختیار نہ کیا ہو) اور اس کو دین میں ثابت شدہ اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے، یا کسی جائز و مستحب کام کو لازم سمجھ کر کیا جائے اور نہ کرنے والے کو موردِ طعن ٹھہرایا جائے وہ "بدعت" ہے۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ بدعت کا اصطلاحی مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ

"المحدثه والمراد بها ما أحدث، وليس له أصلٌ في الشرع ويسمي في عرف الشرع "بدعة"، وما كان له أصل يدل عليه الشرع فليس ببدعة، فالبدعة في عرف الشرع مذمومة بخلاف اللّغة : فإن كل شيء أحدث علي غير مثال يسمي بدعة، سواء كان محمودًا أو مذمومًا۔"[57]

"محدثہ امور سے مراد ایسے نئے کام کا ایجاد کرنا ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل موجود نہ ہو۔ اسی محدثہ کو اصطلاحِ شرع میں "بدعت" کہتے ہیں۔ لہٰذا ایسے کسی کام کو بدعت نہیں کہا جائے گا جس کی اصل شریعت میں موجود ہو یا وہ اس پر دلالت کرے۔ شرعی اعتبار سے بدعت فقط بدعتِ مذمومہ کو کہتے ہیں لغوی بدعت کو نہیں۔ پس ہر وہ کام جو مثالِ سابق کے بغیر ایجاد کیا جائے اسے بدعت کہتے ہیں چاہے وہ بدعتِ حسنہ ہو یا بدعتِ سیئہ۔"

اس سے دونوں میں فرق واضح ہو جاتا ہے کہ "مجرب" کو دین کا ثابت شدہ حصہ نہیں سمجھا جاتا، جب کہ "بدعت" کو دین کا ثابت شدہ حصہ اور لازم سمجھ کر کیا جاتا ہے، اگر کسی مجرب کو بھی لازم یا دین کا حصہ سمجھ کر کیا جانے لگے تو اسے بھی بدعت کہا جائے گا اور اس کا ترک بھی واجب ہو گا۔[58]

بعض لوگ وظیفہ کرنے کو بدعت کہتے ہیں وہ اپنی اس بات کی دلیل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ پیش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دین میں کوئی نئی بات نکالنا بدعت ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رد "[59]

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

"جس نے ہمارے دین اسلام میں کوئی نئی بات نکالی جو دین سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے"۔

وظیفہ فی نفسہ احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے، بعض لوگوں کو رسول اللہ نے پڑھنے کے لیے مخصوص کلمات بتائے اور بعض مواقع پر کلمات کی مخصوص تعداد بھی بتائی ہے، لہٰذا وظیفہ کا اصل تو بلاشبہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، اور جس چیز کی اصل نص سے ثابت ہو، وہ بدعت نہیں ہوتی۔

4.10 دین میں وظیفہ ایجاد کرنے کی حیثیت

دین میں کیا کسی کو وظیفہ ایجاد کرنے کی اجازت ہے اور جو متعدد قسم کے مجرب وظائف بنائے گئے ہیں اور روز نئے وظیفے بنائے جا رہے ہیں ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

اصل میں دین اسلام حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں ہی مکمل ہو گیا تھا، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا "[60]

"آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا نام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا"۔

چونکہ ہمارا دین مکمل ہو چکا ہے اس لئے کسی کو دین میں کوئی بات داخل کرنے کی قطعی اجازت نہیں ہے، جو کوئی بات دین میں اضافہ کی جائے گی وہ بدعت اور مردود ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"من أَحْدَثَ في أَمْرِنَا هذا ما ليسَ فِيهِ، فَهو رَدٌّ"[61]

"جس نے ہمارے دین میں اپنی طرف سے کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو دین میں نہیں تو وہ مردود ہے"۔

اسی حدیث سے جہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دین میں جو بات داخل کر دی جائے وہ مردود و باطل ہے، اس کو بدعت کہتے ہیں، اسی طرح ایک تیسری بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ تجربہ دین میں نہیں کیا جائے گا بلکہ دنیاوی معاملات میں تجربہ کیا جائے گا۔ دین پر ویسے ہی عمل کیا جائے گا جیسا کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ نے چل کر دکھایا ہے۔ ان بنیادی تین باتوں کو جان لینے کے بعد اب یہ سمجھیں کہ وظیفہ ذکر ہے اور ذکر عبادت کی ایک قسم ہے لہٰذا عبادات کے باب میں جو ذکر جیسے وارد ہے اسی طرح کیا جائے گا۔

اللہ تعالی نے قران کو ہمارے لیے شفاء رحمت بنا کر نازل کیا ہے بیماری چاہے ظاہری ہو یا باطنی قران وحدیث میں ہر مرض کی دوا موجود ہے لیکن ان کو کرنے کے لیے سب سے پہلے چند شرائط کا ہونا ضروری ہے رزق حلال کماتا، سچ بولتا ہو اپنی نیت درست رکھے یہ شرائط میں سے ہے لیکن اثر حاضر میں مجھے مجربات اکابر ایجاد ہو گئے ہیں جو کہ قران وحدیث میں موجود نہیں ہے بلکہ لوگوں نے خود اپنے پاس سے بنائے ہوئے ہیں یہ اسلام کی نظر میں بالکل درست نہیں اور بدعت میں شمار ہوتے ہیں لیکن بعض لوگ وظیفہ کرنے کو بدعت کہتے ہیں جو وظائف قرآن و حدیث سے ثابت شدہ ہوں وہ بدعت نہیں سکتے لیکن جو مجربات اکابر لوگوں نے اپنے پاس سے گھڑے ہیں اور قران وحدیث میں ان کی نص موجود نہیں ہیں وہ بدعت میں شمار ہوتے ہیں لوگوں نے اورادو وظائف سے متعلق مختلف چھوٹی کتابیں لکھی ہوئی ہیں مختلف ویب سائٹس پر بھی مختلف قسم کے اورادو وظائف موجود ہیں جس کا مقصد صرف پیسہ کمانا ہے اور دین کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دینا ہے اس وجہ سے لوگوں کا ارادہ وظائف پر یقین ختم ہو گیا ہے اگر ان کو قران وسنت کے مطابق کیا جائے تو ان کی برکات برحق ہے عصر حاضر میں تعویذ کا روجہان بہت بڑھ گیا ہے لوگ اورادو وظائف کی بجائے تعویزوں کی تاثیر پر یقین رکھتے ہیں جبکہ تعویز پہننے کو حضور ﷺ نے شرک کہا ہے لیکن اس

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

کے باوجود اس کا رجحان بڑھتا جارہا ہے اس کے علاوہ عصر حاضر میں جادو کا بھی بہت زیادہ رجحان بڑھ گیا جادو کا اثر ہوتا ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ پر بھی جادو کا اثر ہوا تھا لیکن جادو کے اثر کو ختم کرنے کے چند ارادہ وظائف جو حدیث مبارکہ سے بھی ثابت شدہ ہیں۔

5. خلاصۃ البحث

اوراد و وظائف اطمینان قلب اور روح کی تسکین کا باعث اور اد و وظائف کے زریعے ہی انسان اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے اور صالحین کا مقام حاصل کرتا ہے عصر حاضر میں تعویذ کا روجہان بہت بڑھ گیا ہے لوگ اوراد و وظائف کی بجائے تعویزوں کی تاثیر پر یقین رکھتے ہیں جبکہ تعویز پہننے کو حضور ﷺ نے شرک کہا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا رجحان بڑھتا جارہا ہے اس کے علاوہ عصر حاضر میں جادو کا بھی بہت زیادہ رجحان بڑھ گیا جادو کا اثر ہوتا ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ پر بھی جادو کا اثر ہوا تھا لیکن جادو کے اثر کو ختم کرنے کے چند ارادہ وظائف جو حدیث مبارکہ سے بھی ثابت شدہ ہیں۔ تعویذ اور دم درود کو لوگ بدعت کہتے ہے جو کہ بدعت میں شمار نہیں ہوتی بلکہ مجربات اکابر جو کہ لوگوں نے آنے پاس سے گھڑ لیے ہے بدعت میں شمار ہوتے ہے اوراد و وظائف پر عصر حاضر میں چند کتابیں لکھی جاچکی ہے جو کہ موضوع اور من گھڑت روایات میں شمار ہوتی ہے جبکہ صحیح روایات سے استفادہ کے لئے کتب حدیث یا صوفیاء کرام کی کتب سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

نتائج بحث

اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. اوراد و وظائف قران وحدیث سے ثابت شدہ ہے قرآن میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر واذکار کا حکم دیا ہے اور حدیث مبارکہ سے بھی ہمیں اوراد و وظائف کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔
2. مجربات اکابر جو عصر حاضر میں لوگوں نے خود سے بنائے ہے وہ قران وحدیث سے ثابت نہیں ہے اس طرح کے تمام اوراد و وظائف بدعات میں شمار ہوتے ہیں۔
3. جادو تعویذ گنڈے وغیرہ عصر حاضر میں ان کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے جو کہ اسلام کی نظر میں سب حرام ہے شرک میں شمار ہوتے ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں ہے۔
4. اوراد و وظائف جو قرآن وحدیث سے ثابت شدہ ہے بدعت میں شمار نہیں ہوتے ہیں بلکہ مجربات اکابر بدعت میں شمار ہوتے ہیں۔
5. عصر حاضر میں اوراد و وظائف پر بہت سی ایسی کتب لکھی جاچکی ہیں جن میں موضوع اور من گھڑت روایات ہے جو کہ مستند کتب میں موجود نہیں ہے جو من گھڑت اور موضوع روایات میں شمار ہوتی ہے۔

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

---

1 اُردو دائرہ المعارف اسلامیہ، دانش گاہ، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، ور، ج22، ص،433
Urdu Daira Maarif e Islamiah-Danish Gah-e-Punjab, university ,lahore,p 433

2 القرآن،5:6
Al-Qur'an, 6:5

3 القرآن83:25
Al-Qur'an, 25:83

4 القرآن,152:2
Al-Qur'an, 2:152

5 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ ویحذرکن اللہ نفساہ رقم الحدیث:2694.
Bukhrai-muhammad bin Ismail,sahih bukhari- kitab ul tahjud- raqam- ul- Hadith No,2694

6 مسلم، مسلم بن حجاج، القشیری صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاو التوبہ الاستغفار باب، فضل الاجتماع علی تلاذۃ القرآن و علی الذکر، رقم الحدیث:2700
Muslim bin haja, Al qusheri , sahih Muslim, , Hadith no 2700

7 مسلم بن حجاج، صحیح مسم، کتاب الایمان، باب، ذھاب الایمان آخر الزماں، رقم الحدیث
Muslim bin haja, Al qusheri , sahih Muslim, , Hadith no 3452

8 ابن ماجہ، ابو عبد اللہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب فضل الذکر رقم الحدیث:3790
Ibn maja, abu Abdullah,sunen ibna maja , kitab ul adab, Hadith no,3790

9 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سجستانی، سنن ابن داؤد، کتاب الآداب، باب، کراھیاۃ ان یقوم الرجل من مجلساہ ولا یذکر اللہ، رقم الحدیث: 7856
Abi Dawood, suleman- bin ashat,sunen ibna Dawood , Hadith no 7856

10 الشیخ اسماعیل بن محمد، کشف الخفاء و مشکل الالباس، رقم الحدیث2566، ج2، ص،365
Al sheikh, Ismail bin Muhammad, kashaf ul shifa , Hadith no,2566,p,365

11 ملا علی، موضوعات کبیر، نعمانی کتب خانہ لاہور، ص322
Mula Ali, mozuayat Kabir,numani kutb Khana Lahore,p 322

12 اسماعیل بن محمد، کشف الخفاء، ج2، ص370
Ismail bin Muhammad, kashaf ul khufa , volume,2,p 370

13 ملا علی، موضوعات کبیر، ص،328
Mula Ali, mozuayat Kabir,numani kutb Khana Lahore,p,328

14 ابن جوزی، تذکرۃ الموضوعات للفنی، ادارۃ الطباعۃ مصر، ص،68
Abna jozi , tzqrat ul mozuayat, Egypt,p,68

15 ملا علی، موضوعات کبیر، ص،379
Mula Ali, mozuayat Kabir,p 379

16 ۔ الطبرانی، ابو القاسم، سلیمان، راوہ الطبرانی فی المعجم الکبیر، ج10، ص،96
Al tabrai , abul kasam suleman, Al mojum ul Kabir, volume,10,p,96

17 ۔ ملا علی، موضوعات کبیر، ص327

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

Mula Ali, mozuayat Kabir,p 327

18 ۔ اسماعیل بن محمد، کشف الخفاء، ج2، ص573

Ismail bin Muhammad, kashaf ul khufa , volume,2,p 573

19 ۔ ملاعلی، موضوعات کبیر، ص381

Mula Ali, mozuayat Kabir,p 381

20 ۔ اسماعیل بن محمد، کشف الخفاء، ج2، ص57

Ismail bin Muhammad, kashaf ul khufa , volume,2,p 57

21 ۔ ملاعلی، موضوعات کبیر، ص382

Mula Ali, mozuayat Kabir,p 382

22 ۔ محمد بن ذھبی، شمس الدین، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار الکتب العلمیاۃ بیروت لبنان، ج3، ص617

Muhammad bin zehbi , meezan mezn ul latad,labnan, volume ,3,p617

23 ۔ ملاعلی، موضوعات کبیر، ص383

Mulla Ali, Mawdu‘at Kabir, p. 383

24 ۔ محمد بن ذھبی، میزان الاعتدال، ج۱، ص451

Muhammad bin zehbi , meezan mezn ul latad,labnan, volume ,1,p,451

25 ۔ ملاعلی، موضوعات کبیر، ص383

Mulla Ali, Mawdu‘at Kabir, p. 383

26 ۔ ابن جوزی، تذکرۃ الموضوعات، ج2، ص11

Ibn al-Jawzi, Tadhkirat al-Mawdu‘at, Vol. 2, p. 11

27 ۔ ملاعلی، موضوعات، ص، 383

Mulla Ali, Mawdu‘at Kabir, p.383

28 ۔ محمد بن ذھبی، میزان الاعتدال، ج3،، ص 194

Muhammad bin zehbi , meezan mezn ul latad,labnan, volume 3,p194

29 ۔ ملاعلی، موضوعات، ص383

Mulla Ali, Mawdu‘at Kabir,p,383

30 ۔ ابن جوزی، تذکرۃ الموضوعات، ج2، ص116

Ibn al-Jawzi, Tadhkirat al-Mawdu‘at, Vol. 2, p. 116

31 ۔ ملاعلی، موضوعات کبیر، ص283

Mulla Ali, Mawdu‘at Kabir, .p,283

32 ۔ حسن علی بن محمد بن عراقی، تنزیہ الشریعہ المرفوعہ، مکتب القاھرہ2، ص182

Hasan Ali bin Muhammad, Tanzih al-Shari‘ah al-Marfu‘ah, Maktab al-Qahira, Vol.2, p. 182.

33 ۔ ملاعلی، موضوعات کبیر، ص 387

Mulla Ali, Mawdu‘at Kabir, p. 387

34 ۔ اسماعیل بن محمد، کشف الخفاءج، 2، ص2685

Ismail bin Muhammad, Kashf al-Khafa, Vol. 2, p. 2684

35 ۔ محمد بن عراقی، تنزیہ الشریعہ، ج2، ص93,94

Muhammad bin Arqi, Tanzih al-Shari‘ah, Vol. 2, pp. 93-94

[36] ۔ ملا علی، موضوعات، ص، 386

.Mulla Ali, Mawdu'at, p. 386

[37] ۔ ابن جوزی، تذکرۃ الموضوعات، ج2، ص42

Ibn al-Jawzi, Tadhkirat al-Mawdu'at, Vol. 2, p. 42

[38] ۔ ملا علی، موضوعات کبیر، ص87

Mulla Ali, Mawdu'at Kabir, p. 87.

[39] ۔ محمد بن عراقی، تنزیہ الشریعہ، ج2، ص89

.Muhammad bin Arqi, Tannish al-Shari'ah, Vol. 2, p. 89

[40] ۔ ملا علی، موضوعات کبیر، ص

Mulla Ali, Mawdu'at Kabir,،p86

[41] ۔ ابن جوزی، تذکرۃ الموضوعات، ج2، ص117-118

Ibn al-Jawzi, Tadhkirat al-Mawdu'at, Vol. 2, pp. 117-118

[42] ۔ ملا علی، موضوعات کبیر، ص، 91

Mulla Ali, Mawdu'at Kabir, p. 91

[43] ۔ اسماعیل بن محمد، کشف الخفاء، ج2، ص544

Ismail bin Muhammad, Kashf al-Khafa, Vol. 2, p. 544

[44] ۔ ملا علی، موضوعات کبیر، ص89

Mulla Ali, Mawdu'at Kabir, p. 89

[45] ۔ اسماعیل بن محمد، کشف الخفاء، ج2،، رقم الحدیث2550

Ismail bin Muhammad, Kashf al-Khafa, Vol. 2, Hadith No. 2550

[46] ۔ ملا علی، موضوعات کبیر، ص98

Mulla Ali, Mawdu'at Kabir, p. 98

[47] ۔ تبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث، 2147

Muhammad bin Abdullah al-Tibrizi, Mishkat al-Masabih, Book of Virtues of the Qur'an, Hadith No. 2147.

[48] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب، یدخل الجناۃ سبعون الف آ بغیر حساب، رقم الحدیث65432

Muhammad bin Ismail al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, Book of Ar-Riqaq, Chapter: Seventy Thousand Will Enter Paradise Without Account, Hadith No. 65432.

[49] ۔ القرآن، 17، 82

Al Qurān , 82:17

[50] ۔ آلوسی، شہاب الدین، تفسیر روح المعانی، مطبوعہ بیروت، ج،۸، ص 139.

.Shihab al-Din al-Alusi, Tafsir Ruh al-Ma'ani, Beirut Edition, Vol. 8, p. 139

[51] ۔ تبریزی، مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث217

Al-Tibrizi, Mishkat al-Masabih, Hadith No. 217

[52] ۔ مسلم بن حجاج، القشیری، صحیح مسلم، کتاب اسلام، باب، لاباس بالرقی مالم یکن فیہ شرک، رقم الحدیث، 6732

Muslim bin Hajjaj al-Qushayri, Sahih Muslim, Book of Salam, Chapter: No Harm in Incantations That Do Not Involve Shirk, Hadith No. 6732

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 65- 85

53 ۔ ابن ابی شیبہ، کتاب الطب، کتاب الجھاد، ج،۴، روقم الحدیث، 2289

Ibn Abi Shaybah, Kitab al-Tibb, Book of Jihad, Vol. 4, Hadith No. 22895

54 ۔ تبریزی، مشکوۃ المصابیح، کتاب الجائز، رقم الحدیث,1535

.Al-Tibrizi, Mishkat al-Masabih, Book of Permissible Actions, Hadith No. 1535

55 ۔ صالح محمد بن فوزان، جادو تونہ کے فراور معاشرے پر اثرات، لوح قلم پبلیشر، ص،۷

Salih Muhammad bin Fawzan, Jadu Tona ke Faraur MuashrayAsrat, Loh-e-Qalam Publishers, p. 7.

56 ۔ القرآن، 102:2

Al-Qur'an, 2:102

57 ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج، 13، ص253

Ibn Hajar al-ʻAsqalani, Fath al-Bari, Vol. 13, p. 253.

58 - https://www.banuri.edu.pk/readquestion/wazeefa-karna-bidat-nahi-hai-144111201649/19-07-2020،date،2024-6-8،time،4:30

59 تبریزی، مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، رقم الحدیث، 2431

Al-Tibrizi, Mishkat al-Masabih, Book of Faith, Hadith No. 2431

60 القرآن، 3:16

Al-Qur'an, 16:3

61 تبریزی، مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، رقم الحدیث، 2531

Al-Tibrizi, Mishkat al-Masabih, Book of Faith, Hadith No. 2531